437

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

رسالہ نافعہ مسمّی بہ

حیوۃ الروح

مرغوب القلوب فی اقوال المحبوب

حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ

کے وہ ارشادات جو آپ کے مرید صادق صوفی صادق الاسلام شاہ آبادی مرحوم نے حضرت خواجہ کی زبان فیض ترجمان سے وقتاً فوقتاً سنے اور اپنے الفاظ میں قلمبند کئے۔ اور جنہیں حضرت مخدومی صاحبزادہ مولانا مولوی صدیق احمد صاحب سیدوی نے ترتیب دیکر متوسلان سلسلہ محبوبیہ کے لئے زیور طبع سے آراستہ فرمایا

ملنے کا پتہ:
صاحبزادہ مولوی صدیق احمد صاحب بمقام سیداں شریف ڈاکخانہ قادر آباد تحصیل پھالیہ
ضلع گجرات (پاکستان)

قیمت ۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

437

یادِ یاراں

باز گو از نجد و از یارانِ نجد ۔ تا در و دیوار را آری بوجد
یاد یاراں یار را میموں بود ۔ خاصہ کاں لیلیٰ و ایں مجنوں بود

بندہ سراپا تقصیر صدیق احمد عفا اللہ عنہ جملہ اہل اسلام خصوصاً برادرانِ طریقت کی بارگاہ میں کمال ادب کے ساتھ عرض رسا ہے کہ قطب العالم، جامع الفضائل والفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل البہیہ والسنیہ حامی دین متین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ، تقی باللہ خواجہ **محمد محبوب عالم شاہ** صاحب سیدھری قدس سرہ کی ذات گرامی ایسی نہیں جو تعارف کی محتاج ہو۔ عوام کا تو علم نہیں البتہ طبقہ خواص میں ایسا کوئی نہیں جو آپ کی ذات اقدس اور نام نامی سے واقف نہ ہو لیکن پھر بھی کچھ نہایت مختصر سا تعارف ضروری خیال کرتا ہوں۔ آپ کا خاندان مشہور شہر بغداد سے اس وقت آیا جبکہ تاتاری درندے خلافت اسلامیہ عباسیہ و السلطنت بغداد کو تاخت و تاراج کر رہے تھے اور خلافت آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ وہ حملہ نہ تھا بلکہ قیامت تھی جو بغداد میں برپا ہوئی۔ تقریباً ایک کروڑ چھ لاکھ آدمی تہ تیغ کر دیئے گئے اور باقی نے جان

بچا کر بھاگ گئے میں کامیاب ہوئے۔ انہی میں یہ خاندان بھی تھا جو سلسلہ نسب میں خانوادہ ہاشمی قریش سے وابستہ تھے۔ آپ کے جد امجد حضرت محمد غنی عالم شاہ صاحب اسی بستی سیدامیں بسلسلۂ امامت مقیم ہوئے۔ آپ نہایت متقی اور باخدا، درویش صفت بزرگ تھے اس زمانہ کے لحاظ سے اپنے علاقہ میں عالم باعمل سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت نبی عالم شاہ صاحب بھی خاندانی صفات سے متصف عالم باعمل بزرگ تھے۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا غلام نبی صاحب للہی سے ارادت رکھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے علاقہ میں ایک بے نظیر فقیہ تھے۔ نہایت سادہ اور درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ۱۲ سنہ ہجری کا آخری نصف گذر رہا تھا کہ آپ کا گھر اسم بامسمّٰی حضرت محبوب العالمؒ کی ولادت باسعادت سے مشرف ہوا۔ بچپن کی مختصر سی زندگی اسی طور سے گذری۔ پھر علمی شوق پیدا ہوا جو فطرت سعید میں ودیعت کیا گیا تھا۔ وطن سے ہجرت فرمائی۔ اطراف و اکناف ہند میں اس شوق کو پورا کرتے ہوئے مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب زیب دہ مسند درس حدیث تھے اور اپنے دور کے شہرۂ آفاق امام فن تھے۔ ان سے سند حدیث حاصل کی (وہ قلمی سند تاحال محفوظ ہے) لیکن یہ علمی شوق ابھی العطش العطش پکار رہا تھا۔ چنانچہ یہ شوق کشاں کشاں اس دور کے شیخ وقت جامع الفضائل والفواضل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے آستانہ پر لے گیا جو اس وقت درس حدیث کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور دنیا بھر سے طالبان علوم نبوی کھنچ کھنچ کر وہاں چلے آتے تھے۔ وہاں سے سند حدیث حاصل کی اور علوم معقول کی تکمیل کے لیے ریاست رامپور کو مرکزیت حاصل تھی اس لیے وہاں کی راہ اختیار کی۔ وہاں سے بھی اعلیٰ کامیابی ہوئی اور نواب رامپور کی طرف سے منصب افتاء کی نیابت سپرد ہوئی۔ کچھ عرصہ منصب افتاء پر فائز رہے اور کافی

Marfat.com

عز وجاہ حاصل ہُوا مگر اب طبیعت میں شوق لقاء محبوب حقیقی ولولے لینے لگا اور سر سے طبیعت ملنے لگی آخر آپ نے اس منصب سے استعفیٰ پیش کر دیا بمشکل آپ کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا اور آپ نے اس شوق میں سیاحت عالم شروع کر دی۔ چنانچہ بلاد اسلامیہ کی سیر کی اور کچھ عرصہ سلطان ترکی کی فوج میں بھی ملازم رہے چنانچہ ایک جہاد میں آپ شامل ہوئے اور ٹانگ کے ایک حصہ پر گولی لگی جس کا نشان آپ دکھایا کرتے تھے۔ یہ سنت جہاد تو پوری ہوئی۔ مگر اس شوق کے پورا ہونے کی کوئی امید نظر نہ آئی اور مایوس ہو کر مراجعت ہندوستان فرمائی اور دہلی آ کر مقیم ہوئے مگر وہ شوق و جذب چین سے نہ بیٹھنے دیتا تھا وہاں سے کرنال آئے اور ایک دینی مدرسہ میں بحیثیت مدرس مقیم ہوئے وہاں اس وقت نمونہ سلف حجۃ اللہ علی الخلق قطب الارشاد والزمان، قیوم دوران وحید العصر فرید الدہر شہبانہ ولایت،

حبیب الرحمن متوکل علی اللہ اسم بامسمّٰی سائیں

توکل شاہ صاحب

قدس سرہ العزیز کے کمال فقر کا شہرہ عوام و خواص سے سنا۔ اگرچہ حضرت سیدیؒ کا خیال تھا کہ فی زمانہ وجود مرد کامل امر محال ہے۔ اور بطور تنقید حضرت قبلہ عالم انبالوی کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ آپ کی پابندی شریعت اور اتباع سنت بدرجہ اتم دیکھی۔ علامات و کمالات ولایت ظاہرہ باہر پائے۔ پھر تو وہیں کے ہو رہے اور اس سے زیادہ کیا کہوں کہ پھر تو مرہی مٹے اور ایک دو مہینہ یا ایک دو سال نہیں پورے گیارہ سال شب و روز جنید وقت شیخ کی حضوری میں رہے اور اس وقت جدا ہوئے جبکہ حضور انبالویؒ وصال شریف فرما گئے۔ لیکن اس صدمہ جانگاہ سے آپ پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ پورے سات سال دشت نوردی کی۔ حتی کہ بغداد شریف تک پیدل سفر اختیار

Marfat.com

کیا اللہ رے ہمت و جوانمردی غرض تک وہ دربار شریف غوثیہ پر قیام رہا جن انعامات سے آپ وہاں
سرفراز ہوئے ان کو تو وہی جانیں۔ دینے والا جانے اور لینے والا جانے میری نقل و سماعی کی مجال
نہیں۔ چنانچہ سات سال کے بعد پھر حضور قبلہ عالم خواجہ شاہ صاحب انبالوی کی خدمت میں آئے
اور ارشاد و خلافت سے مشرف ہو کر حکم شیخ دوم اسی بستی سیدا کو رشک صد چمن بنایا۔ آپ
کی یہاں تشریف آوری کا یہ اثر ہوا کہ اس غیر معروف بستی سے ہدایت و فیض کے چشمے نکلے ہزارہا تشنگان
ہدایت سیراب ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے وہ مشہور آفاق تصنیف فرمائیں جو تقریباً ہندوستان
کے ہر گاؤں ہر قصبہ میں پہنچیں اور اب تک ہر ہر ملک میں بک رہی ہیں۔ سب سے بڑی خصوصیت ان
تصانیف کی یہ ہے کہ جس حال میں لکھی گئی ہیں عبارت میں اسی حال کا غلبہ اور وہی نسبت ایک
ایک لفظ سے ٹپکی پڑتی ہے جن نفوس قدسیہ کو گلستان طریقت کی گلچینیاں نصیب ہوئی
ہیں اس پرکیف مجلس کا حظ اور لطف انہیں سے پوچھا چاہئے جن کی خوش نصیب آنکھوں اور
کانوں نے وہ روح پرور سماں دیکھا اور سنا۔ افسوس آج وہ باغ علم و عمل جس کے باغبان
نے مدت اور دنیا کو چھوڑ دیا ویران پڑا ہوا ہے۔ مکان تو وہی ہے مگر وہ مکین موجود نہیں
جس کے دم سے اینٹ اینٹ پر رونق و تازگی برستی تھی افسوس کھیت اجڑ گیا۔ چڑیاں اڑ گئیں
باغ کی فصل بہار ختم ہو گئی پھول پھلواڑی لٹ گئی چہکنے والے مرغان سحر اور خوش نوا طیور نے
اپنی اپنی راہ لی

خزاں کے دن ہوئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو کے یہ غنچہ تھا یہ گل تھا

گلستان طریقت کے گذشتہ دور کی نظیر نہیں البتہ معنوی جلوہ یہ ایک جھلک دکھانے کی
ناکام سعی کرتے ہیں۔ آپ کے کمالات کا احاطہ میرے ناقص قلم سے ناممکن ہے کس کس کمال کا
ذکر کیجئے۔ توکل میں، صبر و قناعت میں، ریاضت و عبادت میں، تقوی و طہارت میں مجاہدہ

Marfat.com

میں استقامت میں، استغنا میں، حب فی اللہ بغض فی اللہ میں تبحر علمی میں، وسعت نظری میں، تقویٰ میں، تحدیث میں، عدالت و ثقاہت میں، فہم و فراست میں، کشف و کرامات میں، مقام رضا میں، آپ کا اپنے دور میں کوئی نظیر نہ تھا۔ صاحب حسن مجسم نہ اور سر تا پا کمال کا عضو عضو اور ہر ادا ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو اس کے محاسن کوئی بیان کرے تو کیا کرے ؎

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پہ ادائیں لاکھ اور بیتاب دل ایک

جملہ کمالات کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر توفیق ایزدی سے حالات مساعد ہوئے تو لکھنے کا ارادہ ہے۔ فی الحال آپ کے چند اقوال اور ارشادات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ علمی اور روحانی جواہر پارے ہیں جن سے آپ حضرت کی دقت نظری، نکتہ رسی اور کمال علمی کی جھلک دیکھ سکیں گے اور اہل ذوق کو مرشد کامل کا کام دیں گے۔ قبل ازیں کہ وہ اقوال بیان کروں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اقوال مجھے کیسے حاصل ہوئے جو آج تک جملہ برادران طریقت کی نظر سے بھی اوجھل رہے جبکہ اس عبد ذلیل کو سوائے نسبی نسبت کے حضرت کی صحبت نصیب ہی نہیں ہوئی ۔۔۔ تو معین نہیں کر سکتا۔ ہاں عرصہ دراز ہوا جبکہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر ۔۔۔ واپس اس بستی میں آیا تو ایک شب یہ خواب دیکھا کہ حضرت سید ولیؒ کے مرید صادق اسم بامسمیٰ صوفی محمد صادق الاسلام صاحب مرحوم شاہ آبادی جن کی قبر آپ کے مزار شریف کے متصل ہی ہے کیونکہ وہ ہجرت وطن کر کے حضرتؒ کی خدمت میں ہی رہنے لگے تھے حضرت والا کے یہ وہ مخلص مرید ہیں کہ اگر زندہ رہتے تو اپنے شیخ کے کمالات کے پورے پورے حامل ہوتے آپؒ ان سے کوئی راز چھپا کر نہ رکھتے تھے گویا شیخ کے چہیتے اور لاڈلے محبوب مرید تھے۔ افسوس عمر نے وفا نہ کی

اور حضرت کے زمانہ حیات میں ہی واصل بحق ہوئے خواب میں دیکھتا ہوں کہ وہ شخص ان کی قبر کو کھود رہے ہیں اندر مٹی باہر پھینک رہے ہیں۔ ان کی ہڈیاں جو ریزہ ریزہ ہوگئی ہیں چاندی کی طرح چمک رہی ہیں اور میں ان کو چن رہا ہوں۔ بس خواب صرف اتنی ہی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد بندہ اپنے ننھیال شاہ آباد گیا۔ حسن اتفاق کہئے کہ صوفی صاحب مرحوم کے پرانے کاغذات کے پلندے کے پلندے الماری میں رکھے تھے میں نے ان کو دیکھنا بھالنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے یہ اقوال میرے ہاتھ لگ گئے جو صوفی صاحب مرحوم نے وقتاً فوقتاً جمع کئے تھے۔ اقوال دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلا ھٰذَا تَاوِیْلُ رُءْیَایَ میں نے ان کو قلمبند کر لیا اور حرز جاں بنایا۔ خیال یہ تھا کہ یہ اسرار مکتومہ مکنون ہی ہیں کیونکہ اہل مفقود ہیں نااہل کے ہاتھ میں دینا فساد فی الارض کا باعث ہے مگر بعض احباب کے اصرار پر خصوصاً حضرت مولانا **حبیب اللہ** صاحب ادام اللہ بقائہ جو حقیقتاً حضرت محبوبؒ کے حبیب ہیں جن کے بارے میں حضرت سیدی فرمایا کرتے تھے کہ وہ ازلی سعید ہیں کے اصرار پر شائع کرنے کا قصد کیا چاہئے تو یہ تھا کہ سوانحات میں شامل کئے جاتے مگر سوانحات شائع ہونے کی فی الحال کوئی صورت نہیں۔ اس لئے ہم انہیں ہی اس بازار امکان میں پلش کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ بعض احباب کا یہ بھی خیال تھا جو شائع کرنے کا سبب بنا کہ اس علم الاخلاق یا علم الاحسان یا تصوف پر وہ اہل تصوف پر جس بیدردی سے نکتہ چینیاں خواص و عوام کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں آج اہل ہوا و ہوس اس بساط کو ہی الٹنا چاہتے ہیں بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آج اخلاق و احسان کی جگہ بتدریج لادینی سیاست اور دین کا اسحاد و دہریت دل و دماغ کے ہر گوشہ پر سکہ جماتی چلی جا رہی ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ فن تصوف اس وقت تک زندہ ہے اور زندہ رہے گا جس وقت تک

Marfat.com

کوئی مذہب زندہ رہے گا اور اہل دل اس وقت تک زندہ ہیں جس وقت تک اسلام زندہ ہے۔ اسلام اگر فطرتی اور ابدی مذہب ہے تو تصوف جو اس کا روح ہے وہ بھی ابدی ہے اس پر نقصان تام کا کوئی اندیشہ نہیں۔ خداوند وحدہ لاشریک اپنے مخلص بندوں سے دنیا کو ہمیشہ معمور رکھے گا اور اپنے عبادت گذار بندوں کو کبھی ذلیل و خوار نہ ہونے دے گا مگر جو مغالطے مادہ پرستی نے ڈال دیئے ہیں ان کا ازالہ بھی ضروری ہے اور یہ مغالطے لازمی نتیجہ ہیں معاد سے قطعاً توجہ ہٹ کر معاش کی طرف لگ جانے کا۔ ان الانسان لربہ لکنود وانہ لحب الخیر لشدید ہ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور الخ اس بات پر شاہد ہے۔ فی الجملہ ان اقوال سے اس امر مذکور پر روشنی پڑے گی اور حقیقت ایک حد تک واضح ہو جائے گی۔ آج طبقہ امرا اپنی معاش قائم رکھنے کے لئے مادہ پرست لوگوں کے اقوال اپنے سامنے رکھتے ہیں اس کے مقابلہ میں ضروری ہے کہ ایسے حضرات قدسیہ کے اقوال بھی پیش کئے جائیں جن کے قلوب مشکوۃ نبوت سے متجلی ہو کر اخلاق کی بلند و بالا مگر معتدل منصب پر فائز ہو کر حافظون لحدود اللہ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں تاکہ معاشی اور مادہ پرستی کے مہلک جراثیم کے لئے معاد کے یہ انجکشن مفید ثابت ہوں اور یہ مریض مادہ پرستی کی دلدل اور ظلمت سے نکل کر ایمان و ایقان کی خوشگوار فضا میں آئیں اور معاش و معاد کا توازن درست کر کے صحت کی زندگی بسر کر سکیں۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ہ و ماتوفیقی الا باللہ ہ

صدیق احمد کان اللہ لہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیوۃ الروح

مرغوب القلوب فی اقوال المحبوب

۱۔ ایک روز فرمایا کہ انسان کی ذات پیشہ ہے۔ وطن۔ دین۔ ہمت مقصود۔

۲۔ فرمایا۔ انسان کی تمام راحت و آسائش یاد الٰہی میں مضمر ہے اور تمام مصائب و آلام اس سے غفلت ہیں۔

۳۔ دشمن کے واسطے برائی چاہنا اپنی برائی کرنا ہے۔

۴۔ انسان کا اپنے نفس سے بڑھ کر اور کوئی دشمن نہیں

۵۔ فرمایا کہ علمائے متقدمین کے ایک نفل و مستحب کو نہ چھوڑو اور اس زمانہ کے علماء اگر ان کے خلاف کوئی تم کو فرض بتلائیں تو نہ کرو۔ کیونکہ پچھلا زمانہ خیر کے قریب تھا اور آئندہ کا شر کے قریب۔

۶۔ ندامت کے ساتھ تھوڑی یاد خدا بھی ایک دن بندہ کو مہیا کر دیتی ہے۔

۷۔ پختہ عقیدت کے مریدوں کا شیطان بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ نہ اس کو مرتبہ سے گرا سکتا ہے۔

۸۔ ایک روز فرمانے لگے کہ پہلے تو روٹی ہم کو کھاتی تھی مگر اب ہم روٹی کو کھاتے ہیں

Marfat.com

۹۔ درویش کو قبولیت حق سے پہلے نسب کچھ سودمند نہیں۔ مگر قبولیت کے بعد نسب بھی ترقی میں مفید ہے۔

۱۰۔ فرمایا درویش کی پیدائش بہبودی خلق کے واسطے ہے جس درویش سے مضرت خلق ہو وہ درویش نہیں۔

۱۱۔ فرمایا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا پیر کی رضا کے اندر مخفی ہے۔

۱۲۔ فرمایا۔ کسی کے واسطے بد دعا کرنا درویش کی کم ظرفی کی علامت ہے بلکہ درویش وہ ہے اگر اس کی وجہ سے غیرت الٰہی بھی جوش میں آئے تو اس کو دعا کے ساتھ ہٹائے۔

۱۳۔ نعمت باطنی جو بتدریج صفائی باطن کے بعد حاصل ہو۔ وہی دیرپا اور مفید و ترقی بخش ہے۔ یک لخت نعمت کا بلا صفائی باطن کے حاصل ہونا دیرپا نہیں۔ نہ وہ ترقی بخش ہے۔

۱۴۔ ایک روز ارشاد فرمایا۔ درویش کی اصل پونجی جمعیت قلبی ہے۔ درویش میں اس کی جس قدر کمی ہے۔ اسی قدر وہ ابھی درویشی میں کچا ہے۔

۱۵۔ ایک روز ارشاد فرمایا۔ ورد و وظائف کی کثرت تو مزدوروں کا کام ہے اور کشف و کرامات کا دکھانا کنجروں کا کام ہے۔ لنگر دینا بھٹیاروں کا کام ہے اور مغرور ہونا شیوۂ شیطانی ہے۔ پس درویشی کیا ہے۔ درویشی خود فروشی ہے۔ یعنی اپنی خودی سے گم اور ذات حق سبحانہ تعالیٰ میں محو ہو جانا۔

۱۶۔ ایک دفعہ بموقعہ عرس حضرت شاہ توکل شاہ صاحب ارشاد فرمایا۔ کہ ہم اس جگہ پر زردہ پلاؤ کھانے کے واسطے نہیں آتے۔ بلکہ اس مرد کے مینہ کا نور کھانا ہمارا کام ہے۔ کھانے کے واسطے یہاں آنا عامیوں کا کام ہے

Marfat.com

۱۷۔ فرمایا۔ بیوقوف کے واسطے اور کسی برائی چاہنے کی حاجت نہیں اس کا احمق پن ہی اس کو کافی ہے

۱۸۔ ارشاد ہوا کہ جس شخص میں عقل معاد سے کچھ بھی حصہ نہیں اس کی زندگی بیکار ہے پھر فرمایا۔ عقل معاد کی ترقی درویشوں کی صحبت میں ہے اور عقل معاش کی ترقی اہل دنیا کی صحبت میں ہے

۱۹۔ ایک دن ارشاد ہوا۔ تمام سلوک گڑیوں کا کھیل ہے پھر ایک دفعہ فرمایا کہ گڑیوں کا کھیل ہے۔ بات سلوک سے آگے نکل کر ہی بنتی ہے

۲۰۔ ایک دن ارشاد ہوا۔ وہ شخص دنیا میں بڑا ہی خوش نصیب ہے جس کو اللہ تعالیٰ فراخت ظاہری کے ساتھ اپنی یاد کی بھی توفیق دے۔ مگر توفیق یاد الٰہی بغیر محبت اس کے خاص بندوں کے نصیب نہیں ہوتی۔

۲۱۔ بہت بدنصیب ہے اور منحوس ہے وہ شخص جس کو ہر قسم کے مصائب اور وبال گھیرلیں مگر وہ پھر بھی اپنے رب کی طرف متوجہ نہ ہو اور تدابیر نفس میں اور زیادہ الجھ جائے۔

۲۲۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ قیامت کے روز گروہ فقرا سے بھی ان کے ناجائز تصرفات و کرامات اور بے جا دعاؤں کی بابت پرسش و سختی ہوگی۔

۲۳۔ درویشی میں کوتاہ نظری اور پست ہمتی بہت ہی بری بلا ہے۔ فقیر کو عالی حوصلہ و بلند دل ہونا چاہیئے۔

۲۴۔ درویش کو سات بادشاہوں سے زیادہ عقل کی ضرورت ہے۔

۲۵۔ فقیر کو اپنے نفس کے دھوکے اور فریب سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے

۲۶۔ پیشاب کے برتن میں دودھ ہرگز نہیں رہ سکتا۔ پس نور فقر و درویشی بھی

Marfat.com

مثل دودھ کے ہے جو ناپاک و غلیظ قلب میں نہیں ٹھہر سکتی۔

۲۷۔ درویشوں کی غیبت و برائی کرنے والا سخت بدقسمت اور نعمت حق تعالیٰ سے محروم ہے۔

۲۸۔ ایک استقامت سو کرامت سے بہتر ہے۔

۲۹۔ جو پیر خود کوشش کر کے کسی کو مرید کرے۔ اس سے کبھی فائدہ باطنی نہیں ہوتا۔ نہ سلسلہ ترقی پکڑتا ہے۔

۳۰۔ مرید کی ملکیت میں کسی شے پر نظر رکھنا پیر کو حرام ہے۔

۳۱۔ مرید کا ہمیشہ ظاہری و باطنی فائدہ محبت اور تصورِ پیر میں ہے۔

۳۲۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظرِ رحمت ہو اُس کو اللہ تعالیٰ محبت و صحبت و خدمتِ فقراء نصیب کرتا ہے۔ جو ان کی خدمت و صحبت سے بھاگے اس پر غضب الٰہی ہے۔

۳۳۔ فقیر کا تمام راستہ ادب کا ہے۔ بے ادب اس راستہ پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

۳۴۔ جس زمانہ میں اسم مُضِلّ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس وقت علماءِ ظواہر کی عقلیں بھی ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔ عوام کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

۳۵۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عبادت بندہ کو چاہئیے کہ رضا کی نیت سے کرے۔ اور رکھ ئی نیت کسی طرح کی نہ رکھے۔ ابلیس لعین نے اس کی عبادت ترقی درجات کی نیت سے کی جو آخر تمام درجات حاصل کر کے بھی مردود ہوا۔ اگر وہ عبادت رضا کی نیت سے کرتا تو کبھی ملعون نہ ہوتا۔

۳۶۔ شیطان معلم ملائکہ سفلی یعنی ارضی کا تھا۔ ملائکہ علوی کا نہیں۔ ان کی معلم ذاتِ حق ہی ہے۔

Marfat.com

۳۷۔ خشک عالموں کی صحبت سے فاسق فاجر لوگوں کی صحبت بہت اچھی ہے کیونکہ اس میں نفس اپنے آپ کو ہمیشہ گنہگار تصور کرتا ہے جو دلیل توبہ ہے اور اُن کی صحبت میں غرہ عالم باکمال ہونے کا جو شقاوت کی علامت ہے۔

۳۸۔ خائف گنہگار مغرور زاہد سے بہت بہتر اور قریب حق ہے۔

۳۹۔ پیروی سُنت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک کرنے سے خلقت مصیبت میں مبتلا ہے۔

۴۰۔ درویشی کو کبھی چھپانا نہ چاہیے۔ اس کا چھپانا یہی ہے کہ ظاہری صورت درویشوں کی سی بنا کر جہان میں پھرنا تاکہ خلق الٰہی درویش سمجھ کر مال دنیا سے اس کی خدمت کرے

۴۱۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تک انسان اپنے رب سے ٹیڑھا رہتا ہے اُس کے تمام دینی و دنیوی کام بھی اسی طرح ٹیڑھے رہتے ہیں۔ مگر جب وہ حق تعالیٰ کے ساتھ سیدھا ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کے تمام کام بھی سیدھے بنا دیتا ہے۔ شعر

چو [illegible] کار او　　تا رود دور نوشت از بار او

۴۲۔ [illegible] اس کو حق تعالیٰ اپنی محبت کا حصہ عطا فرمائے وہ معرفت کے قرب اور کمال کو لینے والا ہے۔

۴۳۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش کامل کسی اپنے مریدوں میں سے اپنے جیسا کامل ایک یا دو چار ہی تک کر سکتا ہے۔ زیادہ نہیں۔

۴۴۔ فرمایا مرید اپنے پیر کی خدمت جس طرح کی عمر بھر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح خدمت اپنی مخلوق سے کرا دیتا ہے۔

۴۵۔ مرشد کا مرید کے بدن پر رحم کر کے خدمت نہ لینا اُس کی روح پر سخت ظلم ہے

Marfat.com

اُس کے جسم پر ظلم کرنا روح پر رحم کرنا ہے۔

۴۶۔ ایک روز کسی بزرگ کا حال پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا ہے میں نماز میں بہشت کو دائیں ہاتھ اور دوزخ کو بائیں ہاتھ اور کعبہ کو سجدہ کی جگہ قائم کر کے نماز ادا کرتا ہوں۔ تو آپ نے پڑھ کر فرمایا کہ ہمارا تو اور ہی حال ہے۔ ہم تو حقیقۃ کعبہ میں کھڑے ہو کر ذات بحت کو سجدہ کرتے ہیں۔

۴۷۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے ہم جنس و ہم پیشہ کو کبھی نقصان نہ پہنچائے۔ پھر اسی بات پر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ دو جنوں کی آپس میں سخت عداوت تھی ایک تو خرداره کی جگہ رہتا تھا اور دوسرا اس کے قریب ہی ایک جوہڑ یعنی تالاب خام میں۔ خرداره والا جن جب غلہ تیار ہوتا تو نصف غلہ خرداره سے لے جاتا۔ ایک روز جبکہ کسان غلہ صاف کر چکا اور صبح کو باعث اگر گھر لے جانا ہی باقی تھا۔ تو جوہڑ والے جن نے خرداره کے مالک کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اس جگہ ایک جن رہتا ہے جو ہمیشہ تمہارے اناج میں سے آدھا اٹھا لے جاتا ہے اگر تم کو اپنا غلہ ہمیشہ کے لئے اس سے بچانا مقصود ہے تو ایک تدبیر ہے کہ صبح دن نکلنے سے پہلے اس اناج کے ڈھیر میں آگ لگا دو جن جل جائیگا اور تمام عمر کے واسطے چھٹکارا ہو جائیگا۔ کسان نے اس آواز کو الہام غیب سمجھا اور صبح اٹھ کر اس نے پہلے یہی کام کیا کہ خرداره کو آگ لگا دی جن جلنے لگا۔ اس نے جلتے جلتے کہا کہ دشمن نے میرا کام تو تمام کر دیا مگر جو کوئی سنتا ہو۔۔۔ تو اس جوہڑ کے فلاں گوشے میں اگر ٹھیک آگ لگا دے تو وہاں ایک جن ہے وہ جل جائیگا اور اس کے نیچے خزانہ ہے اس کا مالک ہو جائے گا کسان نے وہ بھی سنا اور ٹھیک اسی وقت وہاں بھی جا آگ لگائی۔ اس جگہ بھی جن جلنے لگا اور کہنے لگا کہ مرضئ الٰہی تم اس خزانہ کے مالک بن گئے۔ میں نے جیسا کیا اس کا

Marfat.com

بدلہ پالیا۔ مگر میری یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا کہ اپنے ہم جنس اور ہم پیشہ کی برائی کبھی نہ چاہنا۔ ورنہ ایسا ہی حال ہوگا جو میرا ہوا۔ غرضیکہ دونوں جل کر مر گئے۔ اور خزانہ و اناج کا مالک کسان بن گیا۔

۴۸۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ دُور والے قریب ہیں اور حضوری والے دور ہیں۔

۴۹۔ ایک روز فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے سچے مرد تو اولیاء متقدمین ہی تھے ہم تو دراصل ان پاک لوگوں کی نقل کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ جل سلطانہ ہماری اس نقل کو اپنے فضل و احسان سے سچا فرما دے۔

۵۰۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ محبت دنیا کا نشہ بھی بہت ہی بری بلا ہے یہ کم بخت اہل دنیا کو بعد حصول کے دنیا سے فائدہ مند بھی تو نہیں ہونے دیتا۔

۵۱۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بزرگ کے وصال کے روز تمام دن اس فیضان کا ورود رہتا ہے جس تجلی ذات کے ذریعہ اس بزرگ کو حق سبحانہ کے ساتھ وصل حقیقی نصیب ہوا تھا۔ پس درویش عرس کے دن اسی واسطے جمع ہوتے ہیں کہ اس تجلی سے ہم کو بھی کچھ حصہ مل جائے عرس کے دن کے سوا اور دنوں میں یہ بات میسر نہیں آتی۔

۵۲۔ مرید کو پیر کے کمالات سے حصہ پیر کی پوری تقلید اور نقل سے حاصل ہوتا ہے

۵۳۔ درویش کے لئے نااہلوں دنیا طلبوں کی صحبت ایسی ہے جیسا کہ انگور کی بیل جو کیکر کے درخت پر چڑھا دیں اور جب ہوا چلنے لگے تو انگور کے تمام خوشے اس کے کانٹوں سے زخمی ہو جائیں۔

۵۴۔ آخر میں درویش کو ترقی مقامات تلاوت کلام مجید اور کثرت درود شریف کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اہل علم کو تعلیم حدیث شریف بڑی نفع بخش ہے۔ مگر بے علموں کے

Marfat.com

واسطے درود شریف ہی حدیث شریف کا قائم مقام ہے ۔

۵۵ ۔ روح عروج میں چاہے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مقام میں ہی کیوں نہ ہو لگے جب یہ نفس اسی جگہ بیٹھا ہوا ایک تار ہلاتا ہے روح فوراً نیچے آ گرتی ہے ۔

۵۶ ۔ اس زمانہ میں درویش کو خلاف شرع ملامتیہ فعل اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر اس وقت درویش کو خلقت سے چھپنا ہو تو علماء کی طرز اختیار کرے کوئی بھی اس کے پاس نہ آئے گا کیونکہ گروہ علماء کو یہ زمانہ فقر سے دور اور بیگانہ سمجھتا ہے ۔

۵۷ ۔ فرمایا ۔ فقر و سلوک میں صبر و قناعت حرام ہے ۔ یعنی جو کچھ حاصل ہو گیا اسی پر قانع ہو کر بیٹھ رہنا ٹھیک نہیں ۔ آگے کی آرزو اور تمنا چھوڑ دینا بڑی سخت بلا ہے ۔ پھر یہ شعر آپ نے پنجابی میں ارشاد فرمایا ۔

سن اے طالب ہولا والے دل مولا سے ہو دیں　　دم دم قدم اگیرے رکھیں ٹھہر نہ کتے کھلو دیں

۵۸ ۔ عامیوں کی تمام ہمت بہ شکم پرستی ہے ۔ عابدوں کی ہمت ہمراہ دستار ۔ اور عارفوں کی عاشقوں کی ہمت وصل دوست تام ہے ۔

۵۹ ۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ طالب حق کو لازم ہے کہ ذکر دنیا و عقبیٰ سے دل و زبان ہٹا کر منہ حقیقت جمال الٰہی کی طرف ہر وقت رکھے ۔

۶۰ ۔ محرمان و مقربان درگاہ الٰہی کو مقامات عالیہ کے طے کرنے میں بس نہیں کرنا چاہئے اور نہ کسی مقام کی لذتوں میں گرفتار رہنا واجب ہے ۔ کیونکہ اس کے باعث عروج مقامات برتر سے رہ جاتا ہے ۔

۶۱ ۔ عاشقوں کو حرص اور طمع مشاہدہ جمال الٰہی کا فرض ہے اور اس سے ہٹ رہنا کفر فی العشق کہلاتا ہے ۔

Marfat.com

۶۲۔ ایک روز کسی مرید نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے [illegible] فلاں تاریخ کو چلنے کا ارادہ ہے اجازت مرحمت فرمائی جائے
تو آپ نے جواب دیا کہ پہلے صاحب خانہ سے مضبوط دوستی کر لو پھر ان کا گھر بھی دیکھ لینا۔

۶۳۔ حضرت نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] ہمارے [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] کی خدمت [illegible] وہاں سے بحالت مرض واپس [illegible] گیا۔ [illegible]

۶۴۔ ایک روز [illegible] وقت بندہ کے پاس [illegible] کو کہیں کہیں [illegible] ہے [illegible] [illegible] فرمایا

[illegible] — [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

۶۵۔ ایک روز [illegible] شریف میں فرمایا کہ [illegible] اس جگہ [illegible] [illegible] بہت [illegible] آ [illegible]

۶۶۔ ایک روز فرمایا کہ [illegible] [illegible] طریقہ [illegible] شروع ہو جاتا ہے۔

۶۷۔ [illegible] ایک [illegible] ترقی مراقب کی علامت ہے [illegible]

۶۸- پیر کی خدمت کبھی کبھی خالی نہیں جا سکتی۔ یہاں نہیں تو آخرت میں ضرور اس کا ثمرہ ملتا ہے۔

۶۹- مرید کے کاروبار ظاہر و باطن میں عموماً رکاوٹیں پیر کے فرمان کی تعمیل نہ کرنے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

۷۰- ایک روز ارشاد فرمایا کہ قصبہ شاہ آباد کی آبادی سے لے کر جنوب کی طرف دو دو میل تک پچاس ہزار شہداء پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی قبروں پر ہل چلتے ہیں ان شہداء میں بارہ ہزار تو بہت ہی باکمال اولیاء اللہ ہیں۔

۷۱- ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ کمینہ آدمی کی علامت یہ ہے۔ کہ شریف کی ذلت میں ہمیشہ خوش ہو۔ اور جہاں تک ہو سکے وہ شریف کے ذلیل کرنے میں دریغ نہ کرے۔ مگر شریف کو جب وہ ذلت میں نظر پڑے تو برداشت نہ کر سکے اور اس کو ذلت سے نکالنے میں ساعی ہو۔

۷۲- ایک روز فرمایا کہ اس زمانے میں رزق حلال کا میسر آنا بالکل ہی غیر ممکن ہے۔ شبہ سے کوئی رزق بھی اس وقت خالی نہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو قبول فرما لیتا ہے تو پھر اس کو رزق حلال ہی پہنچاتا ہے۔ فقیر بھی اپنی نیت اور ارادہ مضبوط رکھے۔ ورنہ اس کا رزق بھی مشتبہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور پھر آپ نے اپنا یہ واقعہ سنایا۔ پرسوں ہم نے مراقبہ میں دیکھا کہ ہماری قسمت کا رزق ہم کو دکھایا گیا ۹۰۰ [illegible] کا بنا ہوا [illegible] کے الماری دوسری طرف ایک سیاہ نشان تھا جو خزانہ غیب سے اترا ہوا [illegible] کی طرح [illegible] ہم نے یہ دیکھ کر بہت شکر کیا اور دعا کی۔ بار الہا اس کو حرام کے رستے تو نہ پہنچا۔ اٹھے ورنہ ہم [illegible] جاتا تھا مگر [illegible] جو دعا کی تو [illegible] وقت [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کہ وہ [illegible] خزانہ [illegible] اس کا تمام [illegible]

ہو گئی - اگلے روز وہی روپیہ تنخواہ میں ایک کانسٹیبل پولیس کے پاس آیا - وہ تنخواہ لیتے ہی سرکاری کام شاہ آباد آیا اور بیعت ہو کر وہ روپیہ نذرانہ دیا - ہم نے وہ پہچان لیا - وہی نشان تھے جو ہم کو دکھائے گئے تھے - پس فقیر کو واجب ہے کہ اپنی روزی کے لینے میں ہمت مضبوط رکھے - جلدی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا مانگے - جب فقیر کی نیت اللہ تعالیٰ سچی دیکھ لیتا ہے تو پھر اگر دور جگہ بھی فقیر کی روزی جا پہنچے تو حلال کر کے اسی طرح فقیر کو پہنچا دیتا ہے - حافظ احمد اسلام صاحب مرحوم اور صوفی محمد صادق مرحوم کہتے تھے کہ پہلے روز آپ نے یہ فرمایا - پھر تیسرے روز جب وہ روپیہ آیا - تو آپ نے یہ سارا قصہ بیان فرمایا - ہم نے بھی وہ روپیہ دیکھا واقعی وہی سب نشان اس پر موجود تھے - جو آپ نے اول روز فرمائے تھے -

۴۳ - ایک روز ارشاد ہوا کہ جس روز پیشوا کا وصال ہوتا ہے اس روز ہر ایک مرید پر خواہ دور ہو یا قریب حاضر ہو یا غائب ہو - ہر مرید کی عقیدت و محبت یا حصول مقامات کے موافق پیر کی نسبت سے ایک خاص فیضان جس کو حقیقت شیخ سے موسوم کرتے ہیں سب مریدوں پر پڑتا ہے اور یہی فیضان عمر بھر بلکہ قیامت و بہشت تک مرید کے تمام معاملات ظاہری و باطنی کا ہر طرح سے کفیل رہتا ہے بشرطیکہ مرید اس کی نگہداشت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو - جو مرید اس کی حفاظت پوری رکھے اس کے تمام معاملات کی کل سیدھی ہو جاتی ہے اور جو مرید اس فیضان کی طرف تو متوجہ نہ ہو اور اوروں کا موں میں اور پیشوا کی حضوری کے بغیر مزے اور نافیت تلاش کرے تو وہ طرح طرح کی الجھنوں اور تکلیفوں میں پھنس کر ہمیشہ مبتلائے رنج و آلام رہتا ہے اور اس کے تمام معاملات درہم برہم ہو جاتے ہیں اور کسی نہ نیف اور کسی عمل سے بھی اس کی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی - ہم نے اس غلطی میں سات برس سخت پریشانی میں گذارے - بغداد شریف تک پھرے - مگر کہیں بات نہ بنی - آخر

Marfat.com

خدا تعالیٰ نے اپنا فضل و احسان کیا کہ حضرت مرشد خواجہ پاک انبالوی قدس سرہ کی روح مبارک نے یہ معاملہ کھولا۔ اور ہم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسی روز سے معاملہ بدل گیا۔ اور اور ہی رنگ ہو گیا۔ حق سبحانہٗ کا فرمان سچا ہے ان اللہ لا یغیر الخ ہے۔ ایک روز فرمایا کہ بندہ کے واسطے یہ تنگی و عسرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی رحمت و نعمت ہے بندہ کی وصل حق سبحانہ میں بڑی دوست و معاون ہے۔ یہی آخر بندہ ملکہ کو کامل انسان بناتی ہے اور ہمیشہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و عافیت امن و رحمت لے کر بندہ پر نازل ہوتی ہے اور مال دنیا آفت و شر بن کر انسان کو ملتا ہے۔ تنگی و عسرت کو برا سمجھ کر اس سے نفرت نہ کرنا چاہیے۔ یہ تو معشوق کی پیغام بر ہے۔ بشرطیکہ صبر و قناعت اور ذکر و شکر کے ساتھ اس کی خدمت کی جائے۔ ورنہ بموجب حدیث شریف کے "الفقر سواد الوجہ فی الدارین" ہے

۷۵۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ کو وہ بندہ بڑا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ جب اس پر کوئی تنگی و مصیبت آئے تو اس کو گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کے ذریعہ دور کرے

۷۶۔ ایک روز فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس بندہ سے بڑا ناراض و غضب ہوتا ہے کہ جب اس کو مصائب و آلام چاروں طرف سے گھیر لیں، مگر وہ پھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ نفس و شیطان کے بہکانے میں آکر تدابیر کے ذریعہ سے ان کو دور کرنا چاہے اور اس مصیبت کے نازل کرنے کی حکمت خداوندی کو نہ سوچے سمجھے۔

۷۷۔ ایک روز فرمایا کہ معاملہ فقر و غناء میں متقدمین اکابر کا ہمیشہ اختلاف چلا آتا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ بندہ کی اصل صفت فقر ہے وہ اس سے کبھی دور نہیں ہو سکتی دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جب فقیر ذات میں فنا اتم حاصل کر چکا تو چونکہ ذات کی صفت غنی ہے

Marfat.com

اس آیت میں بھی فقیر کو غنا کی تلقین فرمائی ہے۔ تو فقیر کو شانِ غنا لازمی ہے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے۔ پھر فرمایا اس معاملہ میں ہماری رائے کے نزدیک بلکہ فی الحقیقت قول فیصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ درویش جب تک قیدِ حیات میں ہے افتقار سے ہرگز نکل نہیں سکتا اور غنا اس کے ذاتی افتقار کو دور نہیں کر سکتی پس جب درویش کی نظر باوجود غنائے ظاہری کے اپنے افتقار پر بھی ہو تو وہ حقیقۃً فقر سے آشنا ہے اور غنائے ظاہرا اس کے فقر کو کچھ مضرت نہیں پہنچا سکتی بلکہ فقر کی ایک اعتبار سے ممد و معاون ہے "آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند" اور اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا نام فقیر رکھا ہے اس میں یہ صادق ہے اور جس درویش کی باوجود ہونے غنائے ظاہر کے بھی اپنے افتقار پر نظر نہ رہے وہ حقیقت فقر سے بے بہرہ ہے پھر ارشاد فرمایا اس زمانہ میں درویش کو چاہیئے کہ ہر وقت مفتقر الی اللہ رہے کسی وقت بھی اپنے فقر و احتیاج سے غافل نہ ہو سکے اور بظاہر مولا سے غنا طلب کرے۔ اللہ اس کو غنی بنا دے گا جو اس سے غنا طلب کرے کیونکہ اس زمانہ میں ہمتیں کم ہیں اور حوائج بہت بڑھ گئے ہیں اس زمانہ میں درویشی کے واسطے بہت اسلم ہے کہ ظاہر میں غنی رہے اور باطن میں فقیر اور یہی حقیقی فقر ہے اور بس۔

۸۔ ایک روز ارشاد فرمایا ہم کو خدا تعالیٰ نے اس قدر طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو روئے زمین پر کسی پیر کو مرید نہ ملے مگر ہم کو اللہ تعالیٰ نے کسی اور ہی کام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور وہی ہمارے سپرد ہے پھر ایک اور دوسرے وقت میں فرمایا کہ وہ کام تسہیل طریقہ ہے اور اسی واسطے ہم کو مسہل الطریقۃ علی الخلیقۃ کا خطاب ملا۔

۹۔ ایک روز فرمایا جس درویش کو اللہ تعالیٰ حیات ابدی سے حصہ عطا فرما دیتا ہے اس کا کلام بھی زندہ ہو جاتا ہے اور زندگی کلام کی نشانی یہ ہے کہ دلوں میں جا کر جگہ پکڑ لیتا ہے

Marfat.com

۸۰۔ ایک روز یہ شعر پڑھا ؎

پیر نگر نوں جا ٹیکے نبیؐ نگر نوں جا نبیؐ نگر میں بیٹھ کے درشن یار کا پا

فرمایا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حقیقت شیخ میں فنا اتم حاصل کر لے پھر یہ فنا طالب کو حقیقت محمدیہ

میں پہنچا دے گی حقیقت محمدیہ میں سامنے ذات قدیم ہی ہے دیکھا در مزے اڑا۔

۸۱۔ ایک روز فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا بڑا شکر و احسان ہے کہ آج ہم کو "تقی اللہ" کے

لقب کے ساتھ پکارا گیا ہے معلوم ہوا کہ اب ہم کو دنیا و آخرت کی تمام الجھنوں سے آزادی

نصیب ہو گئی۔ سچ فرمایا اللہ سبحانہ نے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

۸۲۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ آج بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے ہم کو خطاب "سلطان الاولیاء"

کا عطا ہوا۔ حق سبحانہ کا شکر ہے۔ ہم کو یہ امید ہو گئی کہ آئندہ کو ہمارے سلسلہ میں اکابر ہوں گے

اور کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خلقیت تبدیل فرمالی ہے۔

۸۳۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ہمارا جسم سر سے سینہ تک تو نور بن گیا ہے سینہ سے

نیچے کا حصہ ابھی باقی ہے۔ پھر فرمایا درویش کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اس جسم کو جو مدت تک

اس کا مرکب رہا اس قابل تو نہ چھوڑے کہ یہ گلے سڑے اور مور و ملخ کی غذا بنے۔ بلکہ اس

کو نور بنا کر مع جسم عنصری جنت میں جائے تو مزا ہے۔

۸۴۔ ایک روز بااثنائے گفتگو حقائق و معارف کے فرمانے لگے کہ اللہ جل شانہٗ کی

شان بے نیازی و استغنا سے صوفی کو ہر وقت خائف و ترساں رہنا چاہیئے اس کی کسی

مخلوق کو حقیر نہ سمجھے۔ سب سے بدتر و حقیر اپنے ہی نفس کو جانے۔

۸۵۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش کو واجب ہے کہ اپنے حالات کو متقدمین اولیاء اللہ

کے حالات کے ساتھ ملاتا رہے اور جو حال ان سے مل جائے اس کو مسلم سمجھے اور جس کی

Marfat.com

شہادت، کابر اولیاء سابقین سے نہ ملے نہ مانے۔ اپنے ایسے انکشافات کا اعتبار نہ کرے

۸۶۔ ایک روز ارشاد فرمایا حدیث شریف کی سند میں جس قدر راوی کم ہوں حدیث اسی قدر قوی ہوتی ہے۔ مگر یہاں فن تصوف میں جس قدر بیچ واسطے زیادہ ہوں اتنی ہی نسبت قوی ہوتی ہے فقیر ہو

۸۷۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیر کے واسطے ضروری بلکہ بڑا کمال یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کو کافر و ملحد سے بدتر سمجھتا رہے کبھی اس کا اعتبار نہ کرے۔ مگر انعامات خداوندی کا معترف و اقراری رہے

۸۸۔ ایک روز ارشاد ہوا۔ ہمیشہ صوفی کو ایذا قلب مومن سے بچنا چاہیئے وہ مومن عاصی و فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے ہر بندے کے ساتھ ایک معاملہ ہے جس کو دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ پس ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے جس سے کسی مسلمان کے دل کو تھیس لگے یا صدمہ پہنچے۔ تاکہ وہ صدمہ تمہاری طرف سے حق سبحانہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب نہ ہو جائے

۸۹۔ فرمایا۔ یہ زمانہ بڑی ہی غفلت و حق فراموشی کا ہے۔ دینداری۔ حق پرستی اور خدا طلبی کا نام کہیں نظر نہیں آتا۔ اس قدر سستی و جہالت پھیلی ہے کہ نام خدا پوچھنے کے لئے فقیروں کے پاس کوئی نہیں آتا۔ جو آتا ہے دنیوی اغراض و مطالب لے کر آتا ہے۔ جب مطلب پورا ہو جائے تو پھر درویش سے تعلق کوئی نہیں رہی خلقت پر مصیبت و بلا کے بڑے وجوہ ہیں کہ تمام درویشوں کو بھی تمام لوگ دنیا داروں کی مانند سمجھتے ہیں کہ مطلب نکالا اور الگ ہو گئے۔ حالانکہ بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ اس کے دوستوں کے ساتھ معاملہ کرنے کے بعد ان سے اعراض کرنے میں غیرت خداوندی

53009

Marfat.com

جوش میں آجاتی ہے اور بنے بنائے کاموں کو ایک دم درہم برہم کر دیتی ہے۔

۹۰۔ ایک روز ارشاد فرمایا۔ ہمارے طریقہ میں درویشی سستی، بیہوشی اور حماقت کی نہیں بلکہ ہوش و حواس کے ساتھ پوری کوشش شریعت اور اتباع سنت میں فائدہ اور ترقی مقامات عالیہ ہے اور اس کے خلاف کرنے میں نقصان ظاہر و باطن۔

۹۱۔ درویشی جیسی اس زمانہ میں سستی اور آسان ہو رہی ہے ایسی کبھی نہ ہوئی ہو گی بڑا بد نصیب وہ شخص ہے جو اس آسان اور سستے زمانہ میں بھی یہ دولت باطنی حاصل نہ کرے

۹۲۔ ایک روز ارشاد فرمایا جو ایک جگہ ہے وہ سب جگہ ہے۔ جو ایک جگہ نہیں وہ کہیں بھی نہیں۔

۹۳۔ ایک روز فرمایا۔ ایک کا مقبول تمام جہان کا مقبول اور ایک کا مردود تمام زمانہ کا مردود ہے۔

۹۴۔ جب میں (صوفی محمد صادق الاسلام) درود کبریت شریف کی زکوۃ سے فارغ ہوا۔ تو تھوڑے عرصہ کے بعد آپ اس جگہ تشریف لائے۔ تو حجرہ میں داخل ہوتے ہی فرمایا کہ حجرہ کی سب دیواریں اور چھت کبریت شریف کے نور سے رنگین ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ ذکر کے انوارات سے زمین و مکان بھی حصہ لیتے ہیں۔ مگر ان کو معرفت نہیں۔

۹۵۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش جوں جوں آگے بڑھتا ہے۔ خطرات بھی اس کو سخت آکر گھیرتے ہیں۔ مگر درویش کو ان کا خیال اور ان کے پیچھے نہ لگ جانا چاہیئے ورنہ بڑا خراب کرتے اور مقامات سے روکتے ہیں۔

۹۶۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ نفس و شیطان حتی المقدور بندہ کامل انسان کی خدمت میں جانے سے بہت روکتے ہیں کیونکہ ان کی صحبت کا نور ان کی شرارت کی جڑ کو جلاتا ہے

ملا۔ ہاں درویشوں کی صحبت سے آرام ملتا ہے۔

۹۷۔ فرمایا۔ آج کل کے زمانہ میں چونکہ رزق حلال میسر نہیں آسکتا۔ اس واسطے فقراء کو جیسے اشتغال پچھلے بزرگوں میں تھا اب نصیب نہیں ہوتا۔ اس زمانہ کے اکثر الملتفات بلکہ ہونے کی یہی وجہ ہے۔

۹۸۔ فرمایا۔ جس بندہ پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب نازل ہوتا ہے اس کی عقل و سمجھ سلب ہو جاتی ہے۔ اس کی سمجھ میں کبھی خیر و بھلائی کی بات نہیں آتی بلکہ ہمیشہ اس کو وہ بات بری معلوم ہوتی ہے۔

۹۹۔ وفات سے دو ماہ قبل فرمایا۔ اگر دو سال کی اور مہلت مل جاتی تو خدا تعالیٰ کا نام کچھ اور لے لیں۔ کیونکہ نام خدا لینا ہی اصل کام ہے۔

۱۰۰۔ ایک بار ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ اگر ناخوش ہو جائے اس کو راضی کر لینا آسان ہے۔ مگر مرشد کی ناراضی بہت سخت ہے۔ پھر فرمایا حضرت میراں بھیک نے سچ فرمایا ہے

بھیکا اوہ نر کون ہے جو گر کا کہیا نہ … ہر روٹھے گر منائے گر روٹھے نہیں ٹھور

۱۰۱۔ ایک بار فرمانے لگے کہ درویش کو فقر کے راستہ کی تکلیفوں اور مصائب و آلام سے گھبرا کر ہمت نہ ہارنی چاہیے۔ تا رنج نبری گنج نہ بھیری۔ پس جب فضل خدا ہو جاتا ہے تو یہ تمام تکلیفیں اور رنج و آلام خواب و خیال ہو جاتے ہیں اور فقیر کو پھر یہ زمانہ بھول کے بھی یاد نہیں آتا اور پھر یہ پنجابی شعر پڑھا ہے

ہنڈی تئو دکھ ہنڈی تا لدیاں نے ہنڈیاں تن من سب چا کے گھلی تاں لعلاں ہنڈیاں

۱۰۲۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ ہمارے طریقت کے پیر تو قبلہ عالم خواجہ توکل شاہ صاحب ہیں۔ مگر اب ہمارا پیر فتوت و نبوت ہے۔

۱۰۳۔ فرمایا میں ایک نصیحت نامہ اپنی اولاد کو لکھوں گا۔ کہ بزرگوں کے کمال پہ خود نازاں ہو کر بیٹھ نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ ہر وقت ہر زمانہ میں خاندانی شہرت و شرافت پر خیال نہ کر کے ابوالوقت یا کم از کم ابن الوقت سے بیعت حاصل کریں اور مجاہدہ کر کے کمال پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰۴۔ فرمایا۔ قلب کے ذکر سے جلا بہت ہوتی ہے۔ لیکن اگر زبان اور قلب سے ذکر کیا جائے تو بہت فائدہ ہے۔

۱۰۵۔ فرمایا۔ ہر ولی اللہ کا ایک خاص مقام ہوتا ہے اور ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسمار الٰہی کا مظہر تھی۔ اسی واسطے کافہ انام کی طرف آپ کو بھیجا گیا۔ باقی انبیار علیہم السلام چونکہ ایک خاص اسم کے مظہر ہوتے تھے۔ اس لئے کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ چنانچہ حضور کا دعویٰ ہے۔ بعثت الی الاسود والاحمر۔ چونکہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اسماء کا مظہر تھی اور ما وہر ہر شجر و حجر وغیرہ سب ایک تجلی کے مظہر تھے اس لئے ان سب کو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرنا پڑا۔

۱۰۶۔ فرمایا۔ توجہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ انعکاسی۔ القائی۔ اتحادی۔

۱۰۷۔ قطب مدار کا مرتبہ غوث سے آگے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ غوث اعظم ہمیشہ قطب مدار ہوتا ہے۔ قطب مدار کے ظاہر علامات یہ ہیں کہ وہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حامل یعنی علم ظاہری میں کامل بلکہ اکمل ہوگا اور صاحب عظمت و جلال ہوگا۔ گھوڑے پر سوار ہوگا۔ اچھے کھانے کھائیگا۔ وہ خود کہے یا نہ کہے۔ اہتمام کرے نہ کرے ہمیشہ اسے اچھے ہی کھانے ملیں گے۔ اور جب کسی شہر میں جائیگا تو سب سے پہلے اس شہر کے شریف خاندانی نجیب الطرفین اور کسی ایسے خاندان کا آدمی جس کی عظمت و عقیدت

Marfat.com

تمام شہر والوں کے دلوں میں ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ قطب مدار ہی فرد بھی ہو جاتا ہے۔ قطب مدار کے سامنے تمام اولیاء اللہ کی ارواح بامر پروردگار حاضر کی جاتی ہیں۔ خواہ وہ زندہ ہوں یا پردہ موت میں چھپ گئی ہوں اور وہ سب اس کی تعظیم بجالاتی ہیں۔ غوث سے دوسرے پیرنجی کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ پیرنجی کا مقام عموماً قطب مدار پر ہی کھلا کرتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی قطب مدار ہوئے ہیں۔

۱۰۸۔ جب کبھی سلطنت بدلے گی تو مجذوبوں سے حکومت چھن کر سالکوں کو ملے گی۔ آپ نے بڑا افسوس فرمایا کہ اس زمانہ میں مجذوبوں کو سوات بنیر والے اخون صاحبؒ سے حکومت ملی۔ اور صرف ہندوستان میں مجذوبوں کی حکومت کامل طور پر ہوئی ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب ایک بار راستہ میں چلے جاتے تھے ایک مجذوب ملا اور بولا کون آپ نے فرمایا۔ نوکر۔ کہا۔ کس کا۔ فرمایا۔ احکم الحاکمین کا۔ مجذوب گھبرا کا بھاگا کسی نے پوچھا۔ باوجود اس قدر جذب کے اب کیوں بھاگا۔ کہا سالکوں پر عالم جبروت سے تجلی وارد ہوتی رہتی ہے۔ تجلی جبروت کے خوف سے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک تجلی وارد ہوئی۔ معلوم ہوا اونٹوں کی دو قطاریں ہیں جس میں مسلمان نظر آتے ہیں۔ وہ قطاریں باہم لڑیں ضعیف اور چھوٹی قطار بڑی اور قوی قطار پر غالب آگئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ عنقریب کوئی جنگ ہونیوالی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب بھی قطب مدار کے ظل اور ظل مجدد میں تھے اور ایسے حالات و واقعات کا انکشاف خصوصیت کیساتھ انہیں مردان خدا پر ہوتا ہے اور عالم ظاہر آکل و شارب صاحب اختلاط با خلق ہونا اس کے لئے ضروری ہے۔

۱۰۹۔ فرمایا۔ جس شخص کا خاتمہ لا الٰہ الا اللہ پر ہو قطع نظر اس سے کہ وہ ولی اللہ ہو یا نہ ہو

Marfat.com

اور خواہ وہ کتنے ہی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اس کی روح مرنے کے بعد مسخ نہیں ہوتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا پاس ہے۔ برخلاف دیگر اقوام کے مرنے کے بعد اپنے افعال قبیحہ کی وجہ سے مسخ ہو کر بندر کتا سور وغیرہ وغیرہ مختلف صورتیں اختیار کر لیتی ہیں اور عذاب آخرت کی اور ہی کیفیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ الخ تو اللہ جل شانہ نے نَارٌ حَامِیَۃٌ فرمایا۔ حارقہ نہیں فرمایا اس میں ایک بھید ہے۔ دنیا کی آگ کا قاعدہ ہے کہ وہ پہلے باہر کی جانب سے جلانا شروع کرتی ہے اور بتدریج جلاتے جلاتے کسی شے کو خاک سیاہ کر دیتی ہے پھر اگر اس شے کو دوبارہ جلائیں تو اسے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے گی اور اس کی اس حالت میں آگ کا عدم وجود برابر ہوتا۔ حرق کے معنی تو یہ ہوئے۔ تو حرق میں چونکہ عذاب ابدی پایا نہیں جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نار حامیہ فرمایا۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔ وہ آگ جو دلوں پر جھلکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حامیہ مشتق ہے حمی سے جس کے معنی ہیں تپ۔ تپ میں تم دیکھتے ہو کہ تپ سے گرمی پہلے دل پر پہنچ کر پھر تمام بدن میں سرایت کرتی ہے اور آدمی اضطرار میں کہتا ہے۔ ہائے میں مرا۔ جلا۔ مگر بظاہر اس کے بدن پر کسی قسم کی آگ وغیرہ نظر نہیں آتی۔ اور خواہ وہ پانی پیئے یا کوئی اور چیز کھائے۔ وہ برابر آگ ہی آگ پکارے جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کفار کو آخرت میں عذاب دیگا۔ جو حمی کی طرح اندر ہی اندر جاتا رہے گا اور وہ اس کا صدمہ ہر وقت مجبوراً اٹھاتے رہیں گے۔ نہ مریں گے نہ جئیں گے۔ اسی طرح ابدالاباد عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ چونکہ کفار کی روحیں مرنے کے بعد مسخ ہو کر کتا بندر سور چڑیل وغیرہ مختلف اشکال اختیار کر لیتی ہیں اور صاحب کشف جوگی مکاشفہ کے ذریعہ سے معلوم کر لیتے تھے

Marfat.com

کہ ارواح اپنے کفر اور دیگر افعال قبیحہ کی وجہ سے ان صورتوں میں مسخ ہو گئی ہیں۔ تو انہیں یہاں تناسخ کا شبہ ہو گیا۔ ورنہ اصل تناسخ کوئی چیز نہیں بلکہ یہ ان کی مسخ شدہ ارواح کی صورتیں ہیں جنہیں وہ دوسری جون خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہاں تھانیسر میں اس قسم کی مسخ شدہ ارواح خبیثہ بہت ہی کثرت سے نظر آتی ہیں۔

۱۱۰۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے مسائل پر عمل کرنے سے بھی کوئی امر بیجا نہ ہوتا۔ چنانچہ اختلافی مسائل قل، فاتحہ، مولود شریف وغیرہ مسائل اختلافیہ میں عالم کو اپنی تحقیق پر عمل کرنا چاہیے۔ عوام اگر مولوی رشید احمد صاحب کی تحقیق پر عمل کر لیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ میرا عمل یہ ہے کہ میں احتیاطاً نہ پڑھتا ہوں۔ قل فاتحہ کا بھی قائل ہوں اور مولود شریف بھی احسن جانتا ہوں۔ مولوی رشید احمد صاحب اچھے آدمی تھے اور وہ ان مسائل پر اس قدر زور نہ دیتے تو عوام مولود شریف وغیرہ کو فرض عین جاننے لگتے اور اتنا تو ایک زمانہ میں بھی ہو گیا تھا کہ لوگ مولود شریف میں یہ خیال کرتے تھے کہ بس اب تمام گناہ زائل ہو گئے۔ نماز وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کی مخالفت کا یہ نتیجہ ہے کہ اب مولود شریف وغیرہ کو بجائے فرض عین کے مستحب تو جاننے لگے۔ ورنہ دین میں فتنہ پڑ جاتا۔ مفتی کو چاہیے کہ ہمیشہ سوچ سمجھ کر کوئی حکم دے۔

۱۱۱۔ ایک مجلس میں ذکر فرمایا کہ اسلام کو اسلام کیوں کہا گیا۔ حالانکہ پہلے دین نہایت ناقص اصل بات یہ ہے کہ اللہ کا نام ہے سلام اور اسلام نام ہے اس تجلی کا جو زمین و آسمان چاند سورج جو ہیں سب پر سلامتی کی تجلی ہے اور ان کو گویا ہم سب ہمیشہ سے یہی وجہ ہے کہ جب وہ سلامتی والی تجلی ان مخلوقات پر سے اٹھ جائے گی فوراً قیامت آ جائے گی۔ تو اسلام اسی سلام سے مشتق ہے اور سب سے پہلے دین کا نام اسلام حضرت ابراہیم نے رکھا اور وجہ یہ تھی کہ متقی

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کے واسطے پیوستن پر مقدم تھا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے بیٹا ذبح کرایا تھا۔ ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا گسستن تمام تعلقات ماں باپ بھائی بہن چچا تایا وغیرہ اور دیگر تمام رشتہ داروں سے تو اسی وقت ہو چکا تھا جب کہ آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا کیونکہ تمام امیدیں جو دوسروں کے ساتھ وابستہ تھیں ٹوٹ چکی تھیں اور نبوت بھی حاصل تھی مگر خلت کا مقام جو دینا تھا اس کے واسطے یہ تھوڑا سا پیوستن جو اسمٰعیلؑ کی محبت کا تھا اس کا گسستن مقصود تھا۔ دراصل بیٹا ذبح کرنے کے واسطے حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی تھا مگر ابراہیمؑ نے اس طرح تعبیر فرمایا۔ انی رای فی المنام انی اذبحک۔ اگر ابراہیمؑ ذرا بھی تامل فرماتے تو تمام خلت برباد ہو جاتی گو نبوت باقی رہتی۔ کیونکہ نبی نبوت حاصل ہونے کے پیچھے کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ جب ابراہیمؑ کو لوگوں نے آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیوں کے ڈھیر میں چاروں طرف سے آگ لگا کر بیچ میں خلیلؑ کو بٹھا دیا تو جس وقت خلیلؑ آگ میں جانے لگے تبھی تمام رشتہ داروں اور دنیا و مافیہا سے کامل گسستن ہو چکا تھا۔ جب چاروں طرف سے آگ لگی اور جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ساتھ ہی ساتھ پیوستن بڑھتا جاتا تھا۔ اور قلب پر تجلیات کا ورود کثرت سے ہو رہا تھا۔ اسی واسطے حضرت ابراہیمؑ مگن اور تجلیات میں بیخود ہر اس آگ کے اندر بیٹھے رہے۔ اگر یہ ورود نہ ہوتا تو بتقاضائے بشریت ہراس ضرور ہوتا۔ آگ کے بڑھنے کے ساتھ ہی تجلیات اس قدر وارد ہوئیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا مقام جبرائیلؑ کے مقام سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کیا کہ خداوندا تیرا خلیل آگ میں پڑا ہے حکم ہو تو میں اس کی مدد کروں۔ حکم ہوا کہ خلیلؑ تیری امداد کا محتاج نہیں۔ مگر جا تو بھی دیکھ لے۔ تو جبرائیلؑ نے ابراہیمؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اگر آپ فرمائیں تو آگ کو دریا میں پھینک دوں یا دریا کو آگ پر لا ڈالوں۔ چونکہ ابراہیمؑ جبرئیلؑ کے مقام سے آگے مقام مشاہدہ میں

مستغرق تھے۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے تب تو ایسا کر۔ ورنہ مجھ کو تیری کوئی ضرورت نہیں۔ جبرائیل یہ سن کر باہر چل کر دیکھنے لگے۔ جب آگ ابراہیم کے بہت نزدیک آگئی تو فرشتوں کے درمیان شور پڑ گیا۔ کیونکہ خلقت کا آوازہ پہلے عالم ملکوت میں دبا لیا تھا یہاں تک کہ حاملین حول العرش رونے لگے۔ اور تمام فرشتے مارے مصیبت کے کانپنے لگے اور تمام لکڑیاں جل کر صرف وہ لکڑی باقی رہی جس پر حضرت ابراہیم تھے۔ تو حکم ہوا قُلْنَا یَا نَارُ الخ قرآن مجید کے طرز کلام سے ابراہیم کا مقام مشاہدہ معلوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْنَا یعنی ہم نے خود فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ یوں نہیں فرمایا کہ بجھ جا۔ فرمایا ٹھنڈی ہو جا تاکہ تیری ذاتی حرارت ہی نہ ختم ہو جائے۔ تمام خواص تیرے اندر باقی رہیں۔ رنگت بھی تیری آگ ہی کی سی ہو اور وہ باوصف ان باتوں کے ٹھنڈی ہو جا۔ فوراً آگ ٹھنڈی ہوگئی اور ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ ابراہیم مارے سردی کے کانپنے لگے اس وقت حکم ہوا سلاماً ایسی ٹھنڈی نہ ہو جس سے ہمارے خلیل کو تکلیف ہو جائے۔ بلکہ سلامتی والی ہو جا۔

۱۱۲۔ ایک مجلس میں فرمایا۔ کہ شیونات کی ایسی مثال ہے کہ جیسے بادشاہ اپنے مختلف محکموں کی بابت کہ علیحدہ علیحدہ نام رکھ دے۔ درحقیقت محکمہ جات کوئی چیز نہیں۔ وہ تمام محکمہ جات اور ان کی بابت بادشاہ کی مختلف قوتوں کے نام ہیں۔ جیسا کہ بادشاہ نے وزیر مال وزیر جنگ، وزیر خارجہ وغیرہ وغیرہ نام رکھ دیئے ہیں۔ حقیقت میں یہ وزیر بذات خود کوئی چیز نہیں۔ بلکہ بادشاہ نے اپنی ایک قوت ایک شخص پر ڈال کر اس کا نام وزیر مال رکھ دیا اور دوسرے پر دوسری قوت فائض کر کے اس کا نام وزیر جنگ رکھ دیا علیٰ ہذا القیاس۔ تو دراصل یہ بادشاہ کی مختلف شیونات ہیں جو اس طریقے سے ظہور میں آتی ہیں۔ اسی طرح حروف مقطعات ان شیونات کے نام ہیں اور ان کا تعلق تدبیر سلطنت سے ہے اور وہی شان بادشاہ

Marfat.com

کے سامنے دست بستہ کھڑی ہو کر اظہار عبودیت کرتی ہے اور بادشاہ کی طرف سے معلوم ہوتا ہے کہ تجھ کو یہ اختیارات اس منصب کے متعلق دیئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا حکومت دو قسم کی ہوتی ہے۔ حکومت قہری اور حکومت ارادی۔ حکومت قہری صرف بادشاہوں کے واسطے ہے۔ ارادی انبیاؑ کے واسطے ہے۔

۱۱۳۔ غوث الثقلین بالاصل حضرت پیران پیر ہی ہیں۔ کیونکہ ثقلین کے معنی جن و انس پر وارد ہیں۔ غوث الاعظم نے فرمایا کہ مجھے نبوت و فتوت ہر دو کے کمالات حاصل ہیں۔

۱۱۴۔ حکومت ارادی قلوب پر قہرمانی اجسام پر ہوتی ہے ارادی کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ قلوب پر ہوتی ہے حکومت قہری دلوں پر نہیں ہوتی اجسام پر ضرور ہوتی ہے۔

۱۱۵۔ نسبت طویل قلندروں کے لئے بہتر ہے۔ عریض صاحب تلقین کے لئے۔ اگر طویل و عریض ہر دو نسبتیں ہوں تو یہ بڑی نعمت عظمٰی ہے۔ یہ سالک امجاد کا مقام ہے۔

۱۱۶۔ فرمایا۔ ایک بار حضرت شاہ صاحب کسی مقام میں پہنچکر بحالت سکر بیٹھے تھے۔ ایک صاحب حال شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ کا نام جو توکل شاہ ہے۔ آپ کا توکل کس طور پر ہے۔ آپ نے فرمایا جس طرح بچہ باپ کی گود میں بیٹھ کر تمام افکار سے بیفکر ہو جاتا ہے۔

۱۱۷۔ فرمایا۔ ایک لمحہ کا فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے اس سے مراد فکر مراقبہ ہے پھر وجد میں آکر فرمایا۔ "کتی ہیر ڈھونڈیندی بیلے پر ساڈا رانجھن یار بغل وچ کھیلے"۔ پھر فرمایا۔ "جل میں میں پیاسی ساہ تھے۔ جل میں میں پیاسی"۔ پھر فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔ ولد فی الصدیق مرتین۔ در حقیقت ولادت اصلی یہی ہے۔ پھر فرمایا۔ موت کے ڈر کی وجہ سے خیال ہوتا ہے ورنہ جلد طالبین کو ان کے مناسب حال و استعداد کے مطابق چڑھا دیا جائے۔

Marfat.com

(۱۸) اسمائے الٰہی جو قرآن مجید میں موجود ہیں وہ توقیفی ہیں اور دیگر کتب سماوی کے توقیفی نہیں۔ توقیفی کے یہ معنی ہیں کہ اسکے معنے اور لفظ دونوں ذات باری کی طرف سے وارد ہوئے ہوں۔ غیر توقیفی وہ ہے کہ اس کے معنے ذات باری کی طرف سے وارد ہوئے ہوں۔ لیکن آئندہ اختیار ہو کہ جن الفاظ اور جس زبان میں چاہیں ان معانی کو ادا کر دیں۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ توقیفی کے الفاظ و معانی دونوں ذات کی طرف سے وارد ہوئے ہوں اور غیر توقیفی کے معانی تو صرف ذات کی طرف سے ہوں اور الفاظ کی نسبت اختیار ہو تو اسمائے توقیفی قدیم ہوئے اور غیر توقیفی حادث۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ قدیم کے خواص اور تاثیرات بھی قدیم ہونگے اور حادث کے حادث اور دوسرے چونکہ حادث کا تعلق عالم خلق سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی تاثیرات عالم خلق میں بڑے زور اور عجلت کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ لیکن دیر پا نہیں ہوتی اور قدیم کا تعلق چونکہ حقیقت الحقائق سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تاثیرات ہرچند کہ دیر میں ظہور میں آتی ہیں لیکن لا وصل الی اللہ اور دیگر امور متعلقہ میں بہت زیادہ فائدہ بخش اور کیمیا اثر ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عمرؓ نے بارگاہ رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ اگر حضور اجازت فرما دیں تو میں اہل کتاب کی کتابوں میں سے کچھ نقل کر لوں تو رسول اکرم

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس بات کے سننے سے بہت متغیر ہوا۔ یہانتک کہ سُرخ ہوگیا اور فرمایا اے عمرؓ! اگر اس وقت عیسےٰ و موسےٰ علیہما السلام ہوتے تو ان کو بھی میری بیعت اور اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر عرض کیا کہ اعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و محمدؐ نبیا و بالاسلام دینا

(۱۱۹) صوفی محمد صادق صاحب نے سوال کیا کہ وہ جو حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ شیطان آپؐ کے سامنے آیا حضور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باندھ دیا۔ پھر فرمایا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دُعا نہ ہوتی تو میں اس کو ابدالاباد کے لئے قید کر دیتا چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی سید السلاطین بھی ہیں۔ اس لئے یہ حدیث بظاہر اس عقیدہ کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا قرآن شریف میں آپ کی دُعا کے الفاظ بھی ہیں رب ھب لی الیٰ آخر لا ینبغی میں ایک لطیف اشارہ ہے اور اصل بات یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت جنوں اور شیطانوں آدمیوں سباع بہائم اور طیور تک محدود تھی۔ بر خلاف اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت ان سب کے علاوہ ملائکہ حجر شجر

Marfat.com

زمین و آسمان غرض عرش سے فرش تک ساتھی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اگر اس لئے نظر سے کہ میرے بھائی کی توہین نہ ہو اور
اس کو چھوڑ دیتے ہے تاج سلطنت پر کوئی نقص بھی نہیں ہوتا
اس کو چھوڑ دیا تو اس میں کوئی ذلت یا کسر شان وارد نہیں ہوتی
بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحمل اور وقار حوصلہ اور
بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فافہم

(۲۰) فرمایا مقام شہوت قلب کے نیچے ہے۔ ہمارے بعض
صوفیا نے بڑی غلطی کی کہ نکاح کرنا چھوڑ دیا اور شہوت کو بالکل
ختم کر دیا۔ درحقیقت شہوت بڑے کام کی چیز ہے۔ صرف اتنی قوت
حاصل کر لینا ضروری ہے کہ وہ شہوت شرعی طریقہ سے صرف ہو۔
اور حرام طریقہ سے صرف ہونے نہ آئے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابا بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے
بہت سے نکاح کئے اور چنانچہ حضرت عمر نے بعد وصال حضرت ابو بکر
صدیق آپ کی زوجہ سے نکاح ثانی کیا۔ جب رات ہوئی اور خلوت خانہ
میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ بستر سجا ہوا ہے اور حضرت ابو
بکر صدیق کی زوجہ تشریف رکھتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سامان دیکھکر
فرمایا کہ اے صدیق کی بیوی اتنی تو میری مجال نہیں کہ صدیق کی بیوی
کے ساتھ ہم بستر ہوؤں میں نے صرف اس غرض سے نکاح کیا ہے
کہ آپ سے دو باتیں دریافت کروں جو تخلیہ میں دریافت کرنے

Marfat.com

کی ہیں اور بلا نکاح کئے تخلیہ نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ غیر محرم عورت کے پاس تخلیہ میں بیٹھنا منع ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ بھائی صدیق رات کو کس طرح گزارہ کرتے تھے۔ بعد ازاں سلسلہ سخن اسطرف چلا کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے درمیان اعمال حسنہ بجالانے کی بابت ضد تھی۔ ایک کہتا تھا کہ میں زیادہ نیک اعمال بجالاؤں دوسرا کہتا تھا کہ میں اس سے بڑھ جاؤں اور کچھ انہی دونوں پر مدار نہیں تھا۔ بلکہ تمام صحابہ کرام کا یہی حال تھا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کو فرمایا کہ جو شخص ایک کھجور بھی لاویگا۔ اس کو اتنا ہی ثواب ملیگا۔ جتنا کہ پہلے شخص کو۔ اتنا سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر رض دونوں اپنے اپنے مکانوں کی طرف دوڑے اور مال واسباب کی گٹھڑیاں باندھ کر حضور رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے پوچھا۔ عمر رض! اسباب سارا ہی لے آئے یا کچھ گھر بھی چھوڑ آئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداک نفسی آدھا مال بال بچوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں اور آدھا حاضر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض سے دریافت کیا کہ ابوبکر تم بھی کچھ گھر چھوڑ آئے یا نہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! مال واسباب تو سب یہاں لے آیا ہوں۔ باقی گھر میں اللہ ہی اللہ ہے۔ حضرت ابوبکر

صدیق رض کا مدعا یہ تھا کہ حضور اللہ اللہ نے گھر میں اب تسلط کیا ہے
کہ وہ اس مال اور اسباب کو رہنے نہیں دیتا۔ حضرت عمر رض نے یہ حال دیکھا
تو افسوس کے ساتھ پیشانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ابوبکر مجھے کبھی نہیں بڑھنے
دینگے۔ میرا خیال تھا کہ آج میں سب سے بڑھ کر رہوں گا۔ مگر آپ
آج بھی بازی لے گئے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عمر رض بار بار حضرت ابابکر
صدیق رض سے کہا کرتے تھے کہ آپ میرے تمام اعمال اور عبادات لے
لیجئے اور غار حرا والی رات میں سے ساری نہیں تو آدھی یا چوتھائی
دیدیں۔ بجواب اس کے حضرت صدیق رض فرمایا کرتے تھے کہ عمر رض
مجھے بھی اپنے کسی عمل پر بھروسہ نہیں۔ حضور خداوندی میں تحفہ پیش
کرنے کے لئے میں نے بھی صرف وہی رات رکھی ہوئی ہے۔ اس رات
میں ایک خاص بات یہ ہے جو عوام کے سمجھنے کے لائق نہیں۔ اسی
رات میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا دنا لا تحزن ان اللہ معنا۔ ان اللہ
معنا میں ایک خاص رمز ہے۔ معیت چاہتی ہے کہ دوئی ہو۔
یعنی ظاہر ہے کہ معیت کا تحقق اسی وقت ہوگا جب کہ دو شخص
پہلے علیحٰدہ علیحٰدہ ہوں اور پھر دونوں اکٹھے ہو جاویں۔ مقام معیت
میں ایک خاص بات یہ ہے کہ عبودیت کا تحقق اسی میں ہوتا ہے۔
اور "معنا" میں صیغہ متکلم مع الغیر ہے۔ جس میں حضرت ابوبکر صدیق رض
بھی داخل ہیں۔ خدائے تعالےٰ کی معیت جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ متحقق تھی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بالکل

Marfat.com

وليسی نہ سہی مگر اپنے مرتبہ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ساتھ بھی
ضرور متحقق ثابت ہوتی ہے۔ ہاں ایک اور بات ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو صرف ایک خُدا تعالےٰ کی معیت
ہی متحقق تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ساتھ ایک تو وہ معیت
تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی اور دوسری وہ
معیت تھی جو خاص ان پر وارد تھی تو اس رات میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ
پر تجلی معیت کا ایسا انکشاف ہوا کہ آپ پر معیت کی وہ حقیقت
جو ذات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وارد تھی۔ تمام ہی
آپ پر وارد ہو کر حقیقت صدیقیت حاصل ہو گئی تھی اور ایسا ہی ہوا
چاہئے تھا۔ چونکہ آپ کو مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کی سلطنت
ظاہری اور باطنی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
کا حامل ہونا تھا۔ اگر حقیقت معیت وارد نہ ہوتی تو اتنی بڑی مہماتت
کیونکر انجام کو پہنچ سکتی تھیں اور یہ ضروری بات ہے کہ حقیقت معیت
انبیا علیہم السلام کے علاوہ اور کسی پر نہیں کھلتی۔ اولیاء اللہ پر معیت
کا ظل کھلا کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضؓ کا وظیفہ ہمیشہ اللہ
اللہ ہی رہا۔ اللہ اللہ یعنی اسم ذات میں یہ بڑی بات ہے کہ اس میں
غیر کا واہمہ نہیں ہوتا۔ برخلاف کلمہ شریف کے اس میں غیر کا واہمہ
پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بعد میں نفی کرنی پڑتی ہے اور اللہ اللہ کو
یعنی اسم ذات کو ایک اور درجے بھی اہم فضیلت دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ مبادا منشا

Marfat.com

کے وقت فقط لا الٰہ زبان سے نکلے اور سختی سکرات یا بیہوشی کی وجہ سے زبان آگے نہ چل سکے اور اسی پر خاتمہ ہوجائے۔ اس میں سخت اندیشہ کا مظنہ ہے اور الا اللہ پر اگر خاتمہ ہو جائے تو اس میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں اس کے علاوہ ان اللہ معنا میں چھ سات اسرار اور ہیں جو ابھی تمہاری سمجھ میں آنے کے نہیں۔ بعدازاں سلسلہ سخن اس طرف چلا کہ بے وقوف رافضی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ انہیں یہ خبر ہی نہیں کہ ان حضرات کے باہمی تعلقات کس درجہ محبت خیز تھے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ تیس ہزار آدمی تھے اور ادھر حضرت علیؑ کی طرف بیس ہزار۔ مگر حضرت علیؑ کی طرف سے محمدؐ بن ابی بکرؓ جو حضرت عائشہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ اپنی حقیقی بہن کے ساتھ لڑے۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت معاویہ نے محمد بن ابی بکر کو زندہ آگ میں جلایا تھا۔ آپ بڑی خوشی سے آگ میں کود پڑے اور فرمایا حضرت علیؑ حق پر تھے۔ اور میں حق کا جانبدار ہوں۔ حق کی جانبداری میں اگر آگ میں جلایا جاؤں تو میرے لئے باعث فخر ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ فرمایا کرتے تھے ولدنی الصدیق مرتین یعنی مجھے صدیق نے دو مرتبہ جنا۔ ایک مرتبہ تو اس حیثیت سے کہ حضرت محمدؐ کے نواسے تھے اور دوسری مرتبہ اس حیثیت سے کہ آپ اسی سلسلہ میں بیعت ہوئے جس کو آگے چل کر نقشبندیہ خطاب دیا گیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ سے اس حالت میں جب کہ آپ

Marfat.com

جوش وخروش کے عالم میں ولد لی الصدیق مرتین فرما رہے تھے پوچھا کیا آپ بھی ابوبکر صدیق رضی کو جانتے ہیں۔ آپ نے جھوم کر بڑے جوش و خروش سے دعا کی کہ خداوندا! جو شخص ابوبکر کو صدیق رض نہ سمجھے اسے کبھی صدیق نہ بنانا۔ تین مرتبہ آپنے یہی دعا کی۔ اسی وجہ سے اکثر رافضی حضرت امام جعفر صادق رض سے بدظن ہیں۔

(۲۱) حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا دار مالدار کا منہ جو کوئی محبت کے ساتھ دیکھے اسکا آدھا ایمان ضائع ہو جاتا ہے

(۲۲) فقیر کا شغل سب شغلوں سے اچھا ہے۔ علم ظاہری کا شغل بھی اگر وہ فساد جھگڑوں سے پاک ہو تو بہتر ہے۔

(۲۳) فقیر کے دروازہ پر دنیا داروں کا آنا اچھا نہیں۔ لیکن اولیاء اللہ خدا تعالےٰ کیطرف سے مامور ہوتے ہیں۔ ان سے کافر بھی فیض پاتے ہیں کفر میں۔ عالم فیض پاتے ہیں علم میں۔ دنیا دار دنیا میں۔ کیونکہ وہ مطب وقت ہوتے ہیں۔

(۲۴) ایک اصحابی نے دعا مانگی کہ اے خدا ایک مجھے اور ایک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا سنکر فرمایا افسوس تو رحمت الٰہی کو محدود کرتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا رحمت الٰہی کو محدود کرنے سے لوگوں کا کوئی نقصان نہیں۔ لیکن کہنے والے کے واسطے گھاٹے کا باعث ہے۔

(۲۵) عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے ایک درویش کی قبر کو جو پہلے

Marfat.com

انبیا کی امت میں سے تھا۔ اس واسطے اکھڑوا دیا کہ اس کا رُخ بدلا ہوا تھا۔ جب اکھڑا اور عالمگیرؒ نے درست کرنا چاہا تو فقیر کے پاؤں پھر اسی طرف ہو گئے۔ عالمگیرؒ نے درویش کی قبر پر ہاتھ مار کر کہا کہ جانتا نہیں کہ ہم محمدی ہیں قبر فوراً سیدھی ہو گئی۔

فرمایا عالمگیرؒ کا اور دوسرے فقیروں کا یہ حال ہے کہ عروج میں فیضان نہیں ہوتا۔ نزول میں فیضان عام طبیعتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ لیکن عالمگیر میں یہ حالتیں ایک وقت میں ہوتی ہیں پھر بندہ نے عرض کیا کہ حضور وہ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ ایک ساعت کا فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ بہتری کس حیثیت سے ہے فرمایا وصول الی اللہ کی حیثیت سے کیونکہ اصل مقصود عبادات اور ریاضیات سے وصول الی اللہ ہے۔ اور عبادت بھی ایک قسم کا ذکر ہی ہے اور ذکر میں خدا تعالےٰ کے اور بندہ کے درمیان دو واسطے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ذکر میں تین چیزیں ہیں ایک ذکر دوسرا مفہوم تیسرا مصداق ذکر میں ایک قسم کی جدائی ہوتی ہے۔ پھر مفہوم کے واسطہ سے مصداق تک پہنچنا ہوتا ہے اور فکر میں صرف مصداق ہی مصداق کا خیال ہوتا ہے۔ مفہوم اور فکر کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اس حیثیت سے فکر ذکر سے بہتر ہوتا ہے۔

(۲۶) فرمایا خواجہ قطب الدین صاحب اور خواجہ اجمیریؒ

Marfat.com

دونوں اکٹھے تشریف فرما تھے اور باوا فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو آپ نے پہلے اپنے پیر کی تعظیم کی تو معاً خواجہ قطب الدین صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا غیرت پیر نہ ہو جائے تو خواجہ اجمیری نے خواجہ کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ مبارک ہو جس شہباز کی بشارت دیگئی تھی وہ یہی ہیں اور خود ہی باوا صاحب کے پاس آکر فرمایا کہ شاباش مفت نعمت لوٹنے کی یہی باتیں ہیں۔ پیر سے ایسا ہی عقیدہ چاہیئے اور خواجہ قطب الدین صاحب نے فرمایا کہ میرا ادب تعظیم تم پر ہے اور تمہارا ان پر۔

(۱۲۷) دانا وہ ہوتا ہے کہ جو خیر الخیر اور شر الشرین تمیز کرے جب دیکھے کہ دو نیکیاں در پیش ہیں تو دانا وہ ہے جو پہلے بڑی نیکی کر لے اور جب دیکھے کہ دو برائیاں ہونے والی ہیں تو چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بھی بچے۔

(۱۲۸) ہر کلام کی تاثیر دریافت کرنی چاہیئے۔ کہ اس کا کیا اثر ہے۔ کیونکہ ہر کلام کے ذریعہ دیدار الگ ہے۔ کیونکہ سب اسمائے الٰہی مظہر ذات ہیں۔ جس اسم کی طرف متوجہ ہو کر فیض لینا شروع کرو گے۔ جب اس اسم کے فیض سے قلب رنگین ہو گا تو اسی کلام کے اندر دیدار ہو گا۔

(۱۲۹) مجاہدہ کی فضیلت ہے بے محنت لینے پر۔

(۱۳۰) کمال فقیر کا یہ ہے کہ مشغولی کامل ہو۔

Marfat.com

(۱۳۱) حب کے معنے ہیں انقطاع عن ماسوی اللہ۔

(۱۳۲) صحو کو ترجیح ہے سکر پر۔

(۱۳۳) کامل فقیر اور کامل نبی کی یہ شناخت ہے کہ ہر ادنےٰ اعلےٰ کی زبان پر اس کا نام جاری ہو۔

(۱۳۴) وہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ظہر کے بعد تپ ہو جاتا تھا اور ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے انما الحمی من فیح جھنم تو در اصل تپ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ فیضان کا غلبہ ہوتا تھا۔

(۱۳۵) شیطان بزرگوں کو وسوسے اس لئے نہیں دیتا کہ عبادت کم کریں بلکہ زیادہ عبادت کرانے کے وسوسے دیا کرتا ہے چنانچہ کسی شیطان نے ایک روز کسی بزرگ کی نماز قضا کرائی۔ انھوں نے منت وزاری کی اور استغفار۔ اللہ تعالےٰ نے قصور معاف کر کے اور کئی حصہ زیادہ ثواب عطا فرمایا تو دوسرے بڑے شیطانوں نے اس کو زجر و توبیخ کی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا

(۱۳۶) ایک درویش نے دُعا کی کہ خداوندا! ایسا دیدار نہ دینا کہ ایک کوٹھے ہیں بہت سے لوگ ہوں اور وہاں مشاہدہ ہو۔ بلکہ مَیں ہوؤں اور تُو ہو اور میرے تیرے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک میں

(۱۳۷) ایک بار قبلہ عالم حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ دُعا
اللھم اجعل قلبی نورا الی اٰخرہ میں دیدار کے وقت کی دُعا ہے

(۱۳۸) حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب مال حلال اور مال حرام کو فوراً پہچان لیتے تھے۔ اگر حلال ہوتا تو لے لیا کرتے اور حرام کی طرف ہاتھ ہی نہ بڑھاتے اور انکار فرما دیتے جب کوئی اصرار کرتا تو اشارے سے روک دیتے اور اگر کوئی دوسرا شخص عرض کرتا تو اشارے سے روک دیتے۔ اگر کوئی دوسرا شخص عرض کرتا کہ اس سے لیکر کسی اور کو دے دیں تو حضور کو ثواب ہوگا تو فرما دیتے کہ حرام مال کا ملک کرنا بھی بہت بُرا ہے ؏

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں نظام الدین توکلی پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر
چوک متی لاہور سے شائع کیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

437

Marfat.com